رؤیت ہلال کے سلسلہ میں چند معروضات

نور احمد شاہتاز

کچھ عرصہ سے ہمارے ملک کے شہری علاقوں کی یہ ریت بن گئی ہے کہ رمضان المبارک اور عید الفطر کے موقع پر لوگ خود چاند دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ محض رؤیت ہلال کمیٹی کے اعلان کے منتظر رہتے ہیں اور پھر اگر رویت ہلال کمیٹی کی طرف سے چاند ہو جانے کا اعلان تاخیر سے ہو تو یہ جملہ زبان زد خاص و عام ہوتا ہے کہ ''ان مولویوں کو ہمیشہ آدھی رات کو چاند نظر آتا ہے۔'' ''ساری دنیا میں عید ہوگئی مگر ہمارے ملاؤں کو ابھی تک چاند دکھائی نہیں دیا۔'' اس طرح کی غیر مہذب گفتگو کرنے والا طبقہ جاہل ہو تو دوسری بات ہے مگر پڑھا لکھا اور ترقی یافتہ کہلانے والا طبقہ اگر اس قسم کی باتیں کرے تو اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

۱۔ رؤیت ہلال کے شرعی تقاضوں اور اعلان رویت ہلال کے طریقہ کار سے ناواقفیت۔

۲۔ علماء و دیندار طبقہ کے خلاف پروپیگنڈہ اور تنفر کی کوشش۔

وزارت مذہبی امور اور چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا یہ فرض ہے کہ وہ رمضان المبارک کے چاند اور عید کے چاند کے موقع پر ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ عوام الناس کو رؤیت ہلال کے شرعی طریقہ اور رؤیت ہلال کمیٹیوں کے طریقہ کار (Working Process) سے متعلق وسیع پیمانے پر عوامی آگہی (Public Awareness) کا بندوبست کرے۔ ادھر رؤیت ہلال کمیٹیوں کے اجلاس شروع ہوں، ادھر ریڈیو، ٹی وی سے رؤیت ہلال کے بارے میں اہلِ علم کی گفتگو نشر کی جائے اور درمیان میں وقفہ وقفہ سے مختلف اضلاع میں ہونے والے رؤیت ہلال کمیٹیوں کے اضلاع کے اجلاسوں کی جھلکیاں دکھائی جائیں تاکہ عوام میں یہ شعور پیدا ہو کہ رؤیت ہلال ایک اہم دینی مسئلہ ہے اور انہیں یہ بھی پتہ چل سکے کہ ہر ضلع میں رؤیت ہلال کمیٹی کا اجلاس فلاں مقام پر ہو رہا ہے۔ ریڈیو، ٹی وی سے یہ اعلان بار بار نشر کیا جائے کہ اگر کسی کو چاند دکھائی دے تو وہ اس کی اطلاع اور شہادت کے سلسلہ میں فون نمبر فلاں پر رابطہ قائم کرے یا خود قریبی مرکز اطلاعات میں جا کر اطلاع کرے، ہر ضلعی رؤیت ہلال کمیٹی کا فون نمبر نشر کیا جائے اور اخبارات ضلعی کمیٹیوں کے مقام اجلاس اور فون نمبروں کی فہرست قمری ماہ کی انتیس تاریخ کو شائع کریں۔

تاخیر سے اعلان کیوں ہوتا ہے؟

عام لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ رؤیت ہلال کا اعلان عموماً تاخیر سے کیوں کیا جاتا ہے جبکہ چاند عموماً غروب آفتاب کے پندرہ بیس منٹ کے اندر اندر نظر آجایا کرتا ہے۔ یہ سوال دراصل اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رؤیت ہلال کمیٹی چاند دیکھنے کے لئے بیٹھی ہے اور اگر اسے غروبِ آفتاب کے بعد پندرہ بیس منٹ کے اندر اندر چاند نظر نہیں آتا تو وہ اعلان کردے کہ چاند نظر نہیں آیا۔ حالانکہ رؤیت ہلال کمیٹی کا اجلاس اس مقصد کے لئے نہیں ہو رہا ہوتا کہ وہ خود چاند دیکھے بلکہ اس کے اجلاس کا اصل مقصد تو پورے ملک سے چاند نظر آنے یا نہ آنے کی اطلاع اور شہادت حاصل کرنا اور پھر اس کی روشنی میں فیصلہ کر کے کوئی اعلان کرنا ہوتا ہے۔ ہم اسے ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہیں تاکہ رؤیت ہلال کے سلسلہ میں بعض عوامی شکوک وشبہات کا خاتمہ ہو سکے۔

رؤیت ہلال کمیٹی کے قیام کی ضرورت:

قیامِ پاکستان کے بعد سے پچیس برس تک ملک میں دینی تقریبات خصوصاً رمضان و عیدین کے تعین کا معاملہ کلی طور پر حکمرانوں کے رحم وکرم پر تھا اور حکومت ان تقریبات کے ایام کے سلسلہ میں رؤیت ہلال اور اس کے اعلان کا کوئی خاص اہتمام نہ کرتی تھی۔ نتیجہ یہ تھا کہ ایک ہی ملک میں مختلف شہروں میں مختلف ایام میں رمضان کا آغاز واختتام اور دو دو عیدیں ہوتی رہتی تھیں۔ ایک موقع ایسا بھی آیا جب حکومت اور علماء میں عید کے مسئلہ پر آپس میں ٹھن گئی۔ سرکاری اعلان کے مطابق رمضان ختم ہو چکا تھا اور صبح عید تھی۔ سرکاری انتظامات کے تحت بڑے شہروں میں مختلف مقامات پر نماز عید کی ادائیگی کا اعلان ہوا مگر ملک کے اکثر علماء نے عید کا چاند نظر نہ آنے کی بناء پر اس روز عوام کو روزہ رکھنے اور عید نہ منانے کی ہدایت کی۔ بس پھر کیا تھا ہر طرف حکومتی کارندوں نے علماء کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ بعض کو زبردستی روزہ افطار کرنے اور بعض سے جبراً نمازِ عید پڑھوانے کی کوشش کی گئی ایسا ہی ایک دلچسپ واقعہ ایک بڑے شہر (کراچی) کی سرکاری عیدگاہ میں پیش آیا جب زبردستی نماز پڑھانے کے لئے لایا گیا امام پہلی رکعت کے سجدہ سے اُٹھ کر بھاگ لیا۔ اس طرح کی صورتحال کے پیش نظر بعض دردِ دل رکھنے والے لوگوں نے حکومت کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ

ملک میں ایک ایسا دستوری ادارہ قائم کرے جو شرعی تقاضوں کے مطابق چاند کے ہونے یا نہ ہونے کا اعلان کرنے کا مجاز ہو اور ملک میں اس ادارہ کے فیصلہ کی پابندی کو اس طرح یقینی بنایا جائے کہ ملک مذہبی انارکی کا شکار ہونے سے بچے اور اتحاد و یگانگت کو فروغ حاصل ہو۔ چنانچہ ۱۹۷۲ء میں قومی اسمبلی نے "رؤیت ہلال کمیٹی" کے قیام کا بل پاس کیا اور ملک میں ایک مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی قائم کی گئی جس کے ماتحت چاروں صوبوں میں صوبائی یا زونل رؤیت ہلال کمیٹیاں اور تمام اضلاع میں ضلعی رؤیت ہلال کمیٹیاں قائم کی گئیں۔

رؤیت ہلال کمیٹی کی ذمہ داری:

رؤیت ہلال کمیٹی کی اصل ذمہ داری یہ مقرر کی گئی ہے کہ وہ ملک کے کسی بھی بڑے شہر میں اس غرض سے اجلاس منعقد کرے کہ ملک بھر سے چاند دیکھے جانے کی اطلاعات حاصل کر کے زونل یا ضلعی رؤیت ہلال کمیٹیوں کے ذریعہ ان اطلاعات کے مصدقہ ہونے کے بارے میں شرعی طریقہ کے مطابق شرعی شہادتیں حاصل کرے اور جب اسے یہ اطمینان ہو جائے کہ ملک کے بعض یا اکثر حصوں میں یا کسی بھی حصہ میں چاند ہونے کی اطلاع شرعی شہادت کی صورت میں کسی بھی ضلعی یا زونل یا خود مرکزی کمیٹی کے سامنے آ چکی ہے تو اس کی روشنی میں وہ چاند ہونے کا فیصلہ کر کے اعلان کرے۔ مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کی ذمہ داری ہے کہ جب تک چاند ہونے کی اطلاعات شرعی شہادتوں کی صورت میں اسے حاصل نہ ہوں وہ چاند ہونے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ رؤیت ہلال کمیٹی کے اراکین عام لوگوں میں سے لئے جانے کی بجائے علمائے کرام میں سے لئے جاتے ہیں کیونکہ کمیٹی کا کام چاند دیکھنا نہیں بلکہ چاند کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں موصولہ اطلاعات وشہادتوں کو شرعی میزان میں رکھ کر کوئی حتمی فیصلہ کرنا ہے۔ خود چاند دیکھنا کمیٹی کا ایک اختیاری و استحبابی امر ہے۔ واضح رہے کہ پوری اسلامی دنیا میں رؤیت ہلال کی ذمہ داری عوام پر اور رؤیت کا فیصلہ و اعلان علماء پر مشتمل رؤیت ہلال کمیٹی کے سپرد ہے۔

رؤیت ہلال کمیٹی کا طریقہ کار:

رؤیت ہلال کمیٹی کس طرح کام کرتی ہے یا اس کا طریقہ کار کیا ہے۔ رؤیت ہلال کمیٹی کے ایک سابق چیئرمین و معزز رکن کے بقول: مرکزی کمیٹی کے ماتحت ہر صوبہ میں زونل اور ہر ضلع

میں ضلعی رؤیت ہلال کمیٹی کا اجلاس قمری ماہ کی ۲۹؍تاریخ کو غروب آفتاب سے شروع ہو جاتا ہے، ضلعی کمیٹی میں علاقہ کا ڈپٹی کمشنر یا اس کا نمائندہ شرکت کرنے کا پابند ہے۔ ہر کمیٹی کے ارکان خود بھی چاند دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے اپنے علاقہ کے لوگوں کی طرف سے چاند کی شہادتیں ملنے کا انتظار کرتے ہیں۔ جب کسی بھی شہر سے انہیں بذریعہ فون اطلاع ملتی ہے کہ چاند نظر آ گیا ہے تو وہ فوری طور پر چاند کی اطلاع دینے والوں کو کمیٹی کے روبرو پیش ہونے کی ہدایت کرتے ہیں۔ جب چاند دیکھنے والے افراد کمیٹی کے سامنے پیش ہوتے ہیں تو ان سے کمیٹی کے اراکین چاند کے مشاہدہ کی کیفیت دریافت کرتے اور شرعی شہادت حاصل کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اطلاع کرنے یا شہادت دینے والا شخص یا اشخاص کردار و دیانت کے اعتبار سے کس قسم کے ہیں۔ کیا شرعی اعتبار سے ان کی گواہی قابل قبول ہے بھی یا نہیں؟ پھر حاصل شدہ شہادتوں کے بارے میں وہ زونل کمیٹی کو مطلع کرتے ہیں اور زونل کمیٹی مرکزی کمیٹی کو مطلع کرتی ہے۔ اس طرح اس سارے عمل (Process) کی تکمیل میں کچھ وقت صرف ہوتا ہے۔ چاند ہونے کی گواہی یا شہادت دینے والے لوگ اگر ضلعی صدر مقام سے دور کسی بستی، گاؤں یا گوٹھ میں ہوں تو ان سے شہادتیں حاصل کرنے میں مزید وقت لگ سکتا ہے اس طرح شرعی شہادتوں کے تقاضے پورے کرنے میں بسا اوقات بہت تاخیر ہو جاتی ہے اور جب تاخیر سے اعلان ہوتا ہے تو بے صبرے عوام بلبلا اُٹھتے ہیں کہ آدھی رات گزرنے کے بعد مولویوں نے چاند کہاں اور کیسے دیکھ لیا؟

رؤیت ہلال کے بارے میں دو متضاد اعلان:

ذہنوں میں ایک سوال یہ اُبھرتا ہے کہ چاند ہونے کا اعلان تاخیر سے ہونا تو کسی حد تک قابل قبول ہو سکتا ہے مگر یہ کیونکر ممکن ہے کہ رات کو اعلان ہو کہ چاند کہیں نظر نہیں آیا اور عین سحری کے وقت سائرن بجنے لگیں، توپیں چلنے لگیں، نقارے بجوائے جائیں اور مساجد سے اعلان ہو کہ رمضان کا چاند نظر آ گیا ہے لہٰذا آج پہلا روزہ ہے۔

جی ہاں! یہ ممکن ہے اور یہ اس لئے ممکن ہے کہ فرض کیجئے ۲۹؍شعبان کو رؤیت ہلال کمیٹی کا اجلاس رات گئے تک جاری رہا اور کوئی شہادت چاند ہونے کی کہیں سے بھی نہ مل سکی اور کمیٹی نے یہ اعلان کر دیا کہ چونکہ ملک بھر سے کوئی شہادت چاند ہونے کی کہیں سے نہیں ملی لہٰذا کل روزہ نہیں ہوگا بلکہ تیس شعبان ہوگی اس اعلان کو ریڈیو اور ٹی وی سے نشر کیا گیا اور کسی ایسے علاقہ کے لوگوں

نے بھی سنا جنہوں نے رات کوخود چاند دیکھا تھا تو لازمی طور پرانہیں اس اعلان پر حیرت ہوگی اور وہ اس کا اظہار اس وقت علاقہ کے کسی امام، عالم یا سرکاری افسر سے کریں گے تاکہ ان کی اس تشویش اور چاند دیکھنے کی اطلاع کسی طرح مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کو ہوتو اب اس کا طریقہ غالباً یہ ہوگا کہ وہ لوگ یہ اطلاع کسی بھی ذریعہ سے حکومت کے کسی اعلیٰ عہدیدار یا کسی بڑے افسر یا معروف عالم دین کو کریں گے جو بذریعہ فون مرکزی رؤیت ہلال یا زونل رؤیت ہلال کمیٹی کے چیئرمین تک اسے پہنچا سکے۔ جبکہ کمیٹی کے چیئرمین اور اراکین اجلاس برخاست کر کے اپنی آرام گاہوں میں جا چکے ہوں گے اور پھر انہیں نیند سے بیدار کر کے یہ اطلاع دی جائے گی تو اس صورت میں رؤیت ہلال کمیٹی کے سامنے دوصورتیں ہوں گی، ایک تو یہ کہ وہ اس طلاع کو درخود اعتناء ہی نہ سمجھے اور یوں اگلے روز جوکہ رمضان کا پہلا دن ہے کو شعبان کا تیسواں دن قرار دے کر (سابقہ فیصلہ کے مطابق) پوری قوم کے ایک روزہ رمضان نہ رکھنے اور احترامِ رمضان نہ کرنے کا وبال اپنے سر لے لے (جوکہ کسی حقیقی عالم دین سے متوقع نہیں) یا وہ فوری طور پر دیگر اراکین کمیٹی کو بھی فون پر یا جس طرح ممکن ہو مطلع کر کے ہنگامی اجلاس بلائے اور ادھر اطلاع کنندگان کے شرعی بیانات (شہادتیں) حاصل کرنے کی غرض سے ان کے قریب ترین کسی مرکز پر علاقائی کمیٹی یا علماء کرام یا علاقائی سرکاری افسران کو جمع کرے جو ان سے شہادتیں حاصل کریں اور چاند ہونے کا اطمینان ہو جانے کی صورت میں چاند ہونے کا اعلان کرانے کی بھرپور کوشش کرے کے روزہ نہ رکھنے کے وبال سے خود کو اور پوری قوم کو بچانے کی سعی کرے۔ (یقیناً ایک عالم دین سے یہی توقع کی جاسکتی ہے) چنانچہ اگر وہ ایسا کرتا ہے اور اس کی وجہ سے اعلان شدہ فیصلہ تبدیل ہوتا ہے اور لوگ اس کمیٹی یا چیئرمین کو برا بھلا کہتے ہیں تو کہا کریں۔عوام کو شعور نہیں ورنہ وہ کبھی ایسا نہ کریں بلکہ اس نئے اعلان پر کمیٹی کی دیانت داری کے پیش نظر اس کی تحسین کریں گے اس نئے فیصلہ کو سراہیں گے کہ ان کا ایک فرض روزہ ضائع ہونے سے بچ گیا۔

چوتھے روز اعلان کی تبدیلی:

اوپر ہم نے رات اور صبح کے اعلان میں تبدیلی کی ایک مثال بیان کی ہے اور بتانے کی کوشش کی ہے کہ ایسا ممکن ہے جبکہ تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ اعلان کی تبدیلی کئی روز بعد بھی ہوسکتی ہے۔ میں مکہ مکرمہ میں چار سال تک مقیم رہا ہوں میں نے اس دوران ایک بارٹی وی سے یہ

اعلان سنا کہ اس بار حج بیت اللہ جمعہ کو ہوگا دو روز بعد اعلان ہوا کہ نہیں حج بروز ہفتہ ہوگا اور یہ کہ پہلی خبر رؤیت ہلال کی شہادتوں میں گڑ بڑ کی وجہ سے صحیح نہیں۔ اس پر وہاں مقیم پاکستانیوں نے تو وہی حسب عادت یہ کہا کہ حکومت جمعہ کے حج سے بچنا چاہتی ہے کہ جمعہ کے روز جمعہ اور حج کے دو خطبے جمع ہونے سے حکومت کا سنگھاسن ڈولنے کا خطرہ ہے جبکہ عربوں نے کسی منفی ردعمل کا اظہار نہیں کیا نہ یہ اخباری موضوع بنا۔ پاکستان میں ایسا ہوتا تو شاید حکومت ہی بدل جاتی ورنہ کم از کم رؤیت ہلال کمیٹی تو ضروری ٹوٹتی۔

اس قسم کی مثالیں پاکستان میں بھی ملتی ہیں مگر اسی پاکستانی ردعمل اور اخباری منفی پروپیگنڈہ کے ساتھ۔ مولانا ارشاد الحق تھانوی کی سربراہی میں ایک سال رؤیت ہلال کمیٹی نے ۲۹/محرم کو ماہ صفر کا چاند دیکھنے کے لئے اجلاس کیا اور رات گئے تک شہادتیں ملنے کا انتظار ہوتا رہا جب کہیں سے بھی چاند ہونے کی اطلاع نہ مل سکی تو اخبارات کو بیان جاری کر دیا گیا کہ صبح تیس محرم ہوگی۔ اخبارات میں اس خبر کی اشاعت کے تین روز بعد ملک کے متعدد شہروں سے بعض متقی و پرہیز گار قسم کے لوگوں نے رؤیت ہلال کمیٹی کے چیئرمین سے رابطہ کر کے اطلاع دی کہ انہوں نے ۲۹/محرم کو خود چاند دیکھا تھا مگر کمیٹی کے فون نمبر نہ ملنے کی وجہ سے اطلاع نہ کر سکے۔ یہ شہادتیں ایسی تھیں کہ جنہیں رد کرنا آسان نہ تھا۔ اب رؤیت ہلال کمیٹی شرعاً اس بات کی پابند تھی کہ ایسی شہادتیں ملنے کے بعد وہ اپنا فیصلہ تبدیل کرے اور اس کا اعلان کرے۔ مگر آپ جانتے ہوں گے کہ اس پر کس قسم کے ردعمل کا اظہار ہوا۔ حالانکہ ماہِ صفر میں کوئی ایسا مذہبی تہوار بھی نہیں تھا۔

۲۸ روزوں پر عید کا چاند:

سعودی عرب، دبئی اور سلطنت عمان میں ایسا ہو چکا ہے کہ ۲۸/روزوں پر عید کا چاند عوام الناس نے بڑا واضح دیکھا مگر وہاں کی رؤیت ہلال کمیٹی وزارتِ مذہبی امور اور حکومتوں نے اعلان کیا کہ شعبان کا چاند دیکھنے یا رمضان کا چاند دیکھنے میں غلطی ہوئی ہوگی ورنہ رمضان کسی صورت ۲۸/دن کا نہیں ہوسکتا۔ سرکاری طور پر اللہ تعالیٰ سے معافی کی طلبی کے ساتھ صبح عید کا اعلان ہوا اور مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ عید کے بعد ایک روزہ رمضان کی قضاء کی نیت سے رکھیں۔ خدا نہ کرے یہ صورت کبھی پاکستان میں پیدا ہو ورنہ علماء کی خیر نہیں۔

رؤیت ہلال بذریعہ آلات جدیدہ:

ایک بات ہمارے ملک کا بابو طبقہ عام طور پر کہتا رہتا ہے اور ترقی پسند اخبارات اسے خوب اچھالتے بھی رہتے ہیں کہ آج کے اس ترقی یافتہ سائنسی دور میں چاند دیکھنے کا نظام رصدگاہوں کے سپرد کیوں نہیں کیا جاتا اور جدید آلات کی مدد سے رؤیت ہلال کا مسئلہ کیوں حل نہیں کیا جاتا۔ آخر اس قدیم نظام (رؤیت بصری) کو قائم رکھنے پر اصرار کیوں ہے۔ اس خیال سے بعض جدت پسند پروفیسر لوگ اتفاق کرتے ہوئے دوربین اور ٹیلی اسکوپ کی رؤیت کو رؤیت بصری ثابت کرنے میں بھی بڑے پرجوش نظر آتے ہیں۔ لیکن شاید وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ عبادات کا حکم اللہ کی طرف سے ہے اور ان کا عملی نمونہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ملتا ہے جس میں ہم اپنی طرف سے کوئی رد و بدل کرنے کے مجاز نہیں مثلاً طواف کعبہ ایک عبادت ہے اور اس میں کعبہ کے گرد پیدل سات چکر لگانا ہوتے ہیں اب اگر کوئی جدت پسند یہ مشورے دے کر بڑھتے ہوئے رش اور اژدھام میں زحمت سے بچنے کے لئے کبعہ کے گرد ایک خودکار بیلٹ لگا دی جائے جس پر باری باری لوگ سوار ہو جایا کریں اور یوں بیٹھے بٹھائے کعبہ کے سات چکر پورے ہو جائیں تو کہنا پڑے گا کہ مریض و معذور کے لئے تو اس کی گنجائش ہے کہ اسے کسی طرح بھی اُٹھا کر یا سوار کر کے طواف کرا دیا جائے مگر تندرست و توانا کے لئے پیدل چل کر ہی طواف کرنے کا حکم ہے کہ پیدل گھومنے میں جو سادگی، والہانہ پن اور عاجزی کا اظہار ہے وہ سوار ہونے میں کہاں؟

چاند دیکھنے کا مسئلہ یہ ہے کہ اس میں اصل حکم چاند دیکھنے کا ہے چاند تلاش کرنے کا نہیں۔ اس سلسلہ میں جو حکم شریعت ہے وہ بڑا واضح ہے کہ آنکھ سے چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور آنکھ سے چاند دیکھ کر عیدالفطر کرو۔ اس روایت میں لفظ رؤیت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس طرح ہو جس طرح عموماً ہر شخص اپنی آنکھ سے کسی چیز کو دیکھتا ہے نہ کہ فطری طریقہ سے ہٹ کر۔ آج کل ایسی دوربینیں موجود ہیں جو باریک سے باریک چیزوں کو بھی دکھانے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ لیکن ان دوربینوں کے ذریعہ رؤیت ہلال کو اس لئے قابل قبول نہیں سمجھا جا سکتا کہ دوربین سے دیکھنا رؤیت کے اس تقاضا کو پورا نہیں کرتا جو مطلع صاف ہونے کی صورت میں عام انسانی آنکھ کے دیکھنے سے پورا ہوتا ہے۔ ہاں البتہ آلات کی رؤیت بصری رؤیت کی تصدیق کے لئے قابل قبول ہو سکتی ہے۔ البتہ جن ممالک میں وہاں کے موسم کے سبب رؤیت بصری کبھی ممکن نہ ہو وہاں قریبی ملک کی رؤیت اور آبزرویٹری رپورٹس کے مطابق عمل کرنا مناسب ہوگا۔

☆ اترکوا قولی بخبر الرسول ﷺ ☆ حدیث شریف کے مقابل میرے قول کو چھوڑ دو (ابوحنیفہ)☆

رصد گاہی رؤیت:

رصد گاہیں اسلامی تاریخ کا ایک حصہ رہی ہیں اور مسلمان سائنس دانوں نے رصد گاہوں سے بڑے بڑے کام لئے ہیں مگر اسلامی تاریخ میں ہمیں کوئی واقعہ ایسا نہیں ملتا کہ کسی دور میں کسی بھی مسلم حکمران نے رؤیت ہلال کا کام رصد گاہی اسٹاف کے ذمہ کر دیا ہو اور عیدین و رمضان کی عبادت رصد گاہوں کی اطلاعات کی بناء پر کی گئی ہوں بلکہ ہر دور میں یہ کام قاضی وقت اور علماء کے سپرد رہا البتہ رصد گاہوں سے بوقت ضرورت رپورٹ ضرور حاصل کی گئی جو اب بھی ہوتا ہے کہ محکمہ موسمیات کی رصد گاہی رپورٹ بھی رؤیت ہلال کمیٹی کے پیش نظر رہتی ہے مگر فیصلہ شہادات پر ہوتا ہے۔ ٹیلی اسکوپ اور دوربین کی ترقی تو اب اس موڑ پر پہنچ چکی ہے کہ چاند کی ولادت کے چند منٹوں بعد بھی ان آلات سے چاند نظر آنے لگے گا جبکہ ایک عام آنکھ چاند کو اسی صورت میں دیکھ سکتی ہے جب اس کی عمر کم از کم بیس بائیس گھنٹے ہو اس سے کم عمر کا چاند عام انسانی آنکھ نہیں دیکھ سکتی بلکہ بسا اوقات تیس گھنٹے کا چاند بھی صاف نظر نہیں آتا۔ جبکہ ٹیلی اسکوپ اور جدید دوربین سے صاف دیکھا جا سکتا ہے۔ اب چونکہ اہل اسلام کو بصری رؤیت (آنکھوں سے دیکھے جا سکنے والے چاند) پر اعتماد کا حکم ہے لہٰذا رؤیت وہی معتبر ہوگی جو عام انسانی آنکھ کی رؤیت ہو۔ تاہم آبزرویٹری رپورٹس کو معاون وسیلہ کے طور پر پیش نظر رکھا جا سکتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ عہد رسالت و خلافت راشدہ میں اگرچہ دوربینیں اور جدید آلات ایجاد نہیں ہوئے تھے تاہم مکہ مکرمہ میں بلند و بالا جبل ابوقبیس اور مدینہ طیبہ میں جبل سلع اور جبل احد موجود تھے (آج بھی ہیں) مگر کوئی روایت ایسی نہیں ملتی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے کبھی کسی جماعت کو حکم دیا ہو کہ وہ ان پہاڑیوں پر جا کر چاند دیکھیں اور آ کر اطلاع دیں ہاں اتفاقاً کوئی ایسا شخص آ گیا جس نے آ کر یہ بتایا کہ اس نے فلاں بلند مقام سے اترتے ہوئے چاند دیکھا ہے تو اس کی بات مان لی گئی مگر اس کا اہتمام نہیں کیا گیا کہ بلند مقامات پر جا کر چاند تلاش کیا جائے۔ اس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عہد رسالت و خلافت راشدہ میں بلا تکلیف و تکلف ہی رؤیت ہلال کا رواج تھا۔ بالالتزام رؤیت کے ایسے ذرائع استعمال نہیں کئے گئے جو دسترس میں تھے۔

قمری کیلنڈر سے عید کا تعین:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علم ہیئت یا اسٹرانومیکل قواعد کے مطابق سال بھر کا ایسا قمری

کیلنڈر تیار کر لیا جائے جس سے سال بھر کی مذہبی تقریبات اور عبادات صوم وعیدین کے اوقات متعین کئے جاسکیں۔ اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ اسٹرانومیکل قواعد کے مطابق جتنا بھی صحیح تر کیلنڈر مرتب کر لیا جائے اس میں فرق ضرور آئے گا اور ہر ماہ چاند کی گردش کی مدت میں جو قدرتی کمی بیشی ہوتی ہے اسے کسی صورت حتمی مدت میں تبدیل نہیں کیا سکتا۔ سیگر اہل انسائیکلوپیڈیا کے مطابق قرانی عرصہ کی اوسط مدت ۱۲ر گھنٹے ۴۴ منٹ ہوتی ہے مگر چاند کے دائرہ گردش میں اس کی بے قاعدہ چال کے باعث تقریباً ۱۳ گھنٹے تک کا فرق ہوتا ہے یہ فرق اوسط مدت سے ارد گرد منٹوں گھنٹوں تک پھیلا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سال بھر کے کیلنڈر میں کسی نہ کسی ماہ ایک آدھ دن کا فرق پیدا ہو جاتا ہے اور پھر پورا کیلنڈر اس سے متاثر ہوتا ہے۔ سعودی عرب جہاں قمری کیلنڈر رائج ہے وہاں یہ لطیفہ تقریباً ہر سال ہوتا ہے کہ کیلنڈر کے مطابق جس روز یکم شوال ہوتی ہے اس سے ایک روز قبل ہی رؤیت ہلال ثابت ہو جانے کے باعث عیدالفطر ہو چکی ہوتی ہے اور عید کے دوسرے روز جب درحقیقت دوشوال ہوتی ہے کیلنڈر یکم شوال بتا رہا ہوتا ہے اور تمام سرکاری ونیم سرکاری ادارے یہی تاریخ مراسلات واندراجات میں چلاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ ہجری تقویم یا قمری کیلنڈر جو بھی اب تک تیار ہوئے ہیں یا آئندہ تیار کئے جائیں گے ان سب کی بنیاد تولید حلال (یعنی چاند کی پیدائش) ہے نہ کہ رؤیت ہلال۔ جبکہ ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم اپنے اسلامی مہینہ کا آغاز رؤیت کے وقت سے شمار کریں نہ کہ تولید کے وقت سے اور عیدین ورمضان کی عبادت بھی رؤیت کے ساتھ منسلک ہیں نہ کہ تولید کے ساتھ۔ لہٰذا اس طرح کی کوئی بھی اسٹرانومیکل کوشش رؤیت کے سلسلہ میں کسی حد تک معاون تو ہوسکتی ہے مگر اس پر کامل انحصار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ سید صمد حسین رضوی جو ایک ماہر ہیئت دان پاکستانی ہیں۔ انھوں نے علم ہیئت کی روشنی میں پچاس برس کا کیلنڈر بنایا ہے اور ایک ایسا نقشہ تیار کیا ہے جس سے یہ پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ آئندہ پچاس برسوں میں پوری دنیا کے کن کن ممالک میں کب کب چاند نظر آنا ممکن ہے مگر وہ خود اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کے حسابات خواہ کتنے ہی صحیح کیوں نہ ہوں محض قیاسی ہیں یقینی نہیں اور رؤیت ہلال کے لئے شرعی حجت نہیں ہو سکتے۔

باریک اور موٹا چاند:

عام طور پر یہ بات بھی سننے میں آتی ہے کہ پہلی رات کا چاند لازماً باریک ہوگا۔ اگر کبھی

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

پہلی رات کا چاند ذرا موٹا دکھائی دے تو کہاں جاتا ہے کہ یہ دوسری تاریخ کا چاند ہے اور یہ کہ رؤیت ہلال کمیٹی والوں نے گزشتہ شب چاند دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی ورنہ یہ کل ہی نظر آ گیا ہوتا۔ علم ہیئت کے مطابق پہلی رات کا چاند اس صورت میں یقیناً موٹا اور زیادہ روشن نظر آ گے گا جب اس کی تولید کی مدت زیادہ ہوچکی ہوگی۔ شرعی اعتبار سے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ چاند باریک ہے یا موٹا بلکہ شرعی تقاضا صرف یہ ہے کہ چاند قابل رؤیت ہو اور لوگ فطری طریقہ سے اسے دیکھ کر یہ کہہ سکیں کہ ہاں چاند نظر آ گیا ہے یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر شخص اسے دیکھ لے بلکہ رؤیت کے اصولوں کے مطابق ایک یا دو یا جم غفیر کی رؤیت کا اعتبار کیا جاتا ہے جس کی تفصیل آ گے آ رہی ہے۔

یہاں اس حدیث شریف کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہیں جس میں چاند کے چھوٹے بڑے ہونے کے سلسلہ میں صحابہ کے مابین ہونے والی ایک گفتگو کا ذکر ہے۔ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق ابوالبختر ی (Abul - Bukhtari) راوی ہیں کہ ہم عمرہ کے لئے گئے اور جب ہم وادی نخلہ کے درمیان پہنچے تو ہم نے چاند دیکھنا شروع کیا۔ بعض لوگوں نے کہا یہ تو تیسری شب کا چاند ہے اور بعض نے اسے دوسری رات کا قرار دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ملے اور ہم نے ان سے چاند کا تذکرہ کیا کہ ہم نے چاند دیکھا اور ہم میں سے بعض نے اسے تیسری رات کا چاند کہا اور بعض نے دوسری رات کا۔ ابن عباس نے پوچھا تم لوگوں نے کس رات چاند دیکھا تھا؟ ہم نے بتایا کہ فلاں رات۔ انھوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے دیکھنے کے لئے اسے بڑھا دیا وہ درحقیقت اسی رات کا چاند ہے جس رات تم لوگوں نے اسے دیکھا۔''

شرعی شہادت کے تقاضے:

رؤیت ہلال کمیٹی اس بات کی شرعی طور پر پابند ہے کہ وہ حسب ذیل طریقہ سے شہادتیں حاصل کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کرے:

۱۔ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کے لئے ۲۹ رشعبان کی شام کو لازماً اجلاس ہو اور پورے ملک میں چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے پھر اگر اس روز شام کے وقت مطلع صاف ہو یعنی چاند نظر آنے کی جگہ کوئی گرد وغبار یا بادل وغیرہ نہ ہو، اس کے باوجود کہیں سے چاند نظر آنے کی

اطلاع نہ ملے تو اگلے روز کو شعبان کی تیس تاریخ قرار دینے اور روزہ نہ ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

۲۔ اگر انتیس شعبان کو مطلع ابر آلود ہو اور پورے ملک سے کہیں سے چاند ہونے کی کوئی اطلاع نہ ملے تو بھی اگلے روز کو تیس شعبان قرار دینے اور روزہ نہ ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اس فیصلہ کی دلیل یہ حدیث شریف ہے۔

> ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ ۲۹ راتوں کا بھی ہوتا ہے تم اس وقت تک روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن پورے کرو۔''

۳۔ تیسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ مطلع صاف ہو مگر اکثر لوگوں کو چاند دکھائی نہ دیا ہو جبکہ چند افراد یہ کہیں کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے تو ان چند افراد کی یہ بات اس صورت میں قابل قبول ہوگی جب ان کی تعداد اتنی ہو کہ اسے ایک جم غفیر کا نام دیا جا سکے، لیکن اگر ان کی تعداد اس قدر نہ ہو تو گنتی کے چند افراد کی ایسی اطلاع کی تصدیق ملک کے طول وعرض سے کہیں سے بھی نہ ہونے کی صورت میں ان کی اس بات کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ انہیں دھوکا ہوا ہو ورنہ مطلع صاف ہونے کے باوجود کہیں سے کوئی اطلاع چاند ہونے کی نہ ملنا معنی خیز ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جم غفیر کتنی تعداد کو کہا جائے گا۔ اس کا اختیار حاکم وقت یا اس کے نائب کو ہے موجودہ دور میں رؤیت ہلال کمیٹی کے چیئرمین کو یہ اختیار ہے کہ وہ لوگوں کی تعداد سے اندازہ لگا کر فیصلہ کرے کہ اسے جم غفیر کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ فقہاء نے پانچ سو ایک ہزار اور پچاس افراد کو بھی جم غفیر قرار دیا ہے۔

۴۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ انتیس شعبان کو مطلع ابر آلود ہو مگر کسی علاقہ سے آنے والا آ کر اطلاع دے یا کسی طرح خبر پہنچے کہ فلاں بستی یا آبادی میں کسی نے چاند دیکھا ہے تو اس شخص کی گواہی اس صورت میں قابل قبول ہو گی جب یہ اطمینان ہو کہ دیکھنے والا اور شہادت پیش کرنے والا شخص باکردار (عادل) ہے جھوٹ بولنے والا اور اوباش قسم کا نہیں فقہی اصطلاح میں عادل مستور الحال کی گواہی قابل قبول ہوگی۔ یہ شرائط تو ہلال رمضان کے سلسلہ میں ہیں جن کی پابندی کرتے ہوئے رؤیت ہلال کمیٹی کو چاند ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ یا اعلان کرنا

ہوتا ہے۔ اب رہا عید کے چاند کا مسئلہ تو عید کے چاند میں شہادتوں کا معیار الگ ہے اور وہ اس طرح ہے:

۱۔ اگر انتیس رمضان کو مطلع صاف ہو اور ایک دو افراد چاند ہو جانے کی اطلاع دیں تو ان کی اطلاع کا اعتبار نہیں بلکہ جم غفیر کی خبر و اطلاع پر فیصلہ کیا جائے گا۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مطلع صاف نہ ہو اور کہیں سے چاند ہونے کی اطلاع آ جائے تو شرط یہ ہے کہ کم از کم دو شخص (مرد) یا ایک مرد دو عورتیں جو مسلمان ہوں اور عادل ہوں وہ قاضی (رؤیت ہلال کمیٹی) کے روبرو پیش ہو کر شہادت دیں اور قاضی (یا کمیٹی کا چیئرمین) ان گواہوں سے باقاعدہ سوال و جواب (جرح) کرے اور پھر وہ فیصلہ کرے کہ گواہوں کی گواہی اگر اس معیار کی ہے کہ اسے سچ مانا جائے تو چاند ہونے کا اعلان کیا جائے گا اور اگر وہ گواہ شرعی شہادت کے معیار پر پورے نہ اترتے ہوں تو عید کے چاند کا اعلان نہیں کیا جائے گا۔

پورے عالم اسلام کی ایک عید:

بعض لوگ عالم اسلام میں اتحاد و یکجہتی کے فروغ کے خوب صورت نعرے اور سلوگن کے پیش نظر یہ کہتے ہیں کہ پوری مسلم قوم ایک ہی روز عید منائے۔ بظاہر یہ بڑی خوبصورت بات ہے مگر شرعی مزاج سے بالکل میل نہیں رکھتی۔ اگر مسلم قوم کی فلاح و اتفاق کا راز اسی میں مضمر ہوتا کہ عالمِ اسلام کے بلکہ پوری دنیا کے مسلمان ایک ہی روز عید منائیں تو اس کا اہتمام عہد رسالت و خلافت راشدہ میں ضرور کیا جاتا۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ سوال ابھرے کہ چونکہ اس دور میں مواصلات اور دیگر ذرائع رسل و رسائل اس قدر تیز نہ تھے اس لئے ایسا نہ ہو سکا اور آج جبکہ ہمیں فون فیکس اور میڈیا کے ذریعہ پتہ چل جاتا ہے کہ حرمین شریفین میں عید کس روز ہو رہی ہے تو ہمیں اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

یاد رکھئے عہدِ خلافت راشدہ میں تیز رفتار ڈاک اور پیغام رسانی کا نظام قائم ہو چکا تھا اگرچہ وہ آج کے نظام کے مقابلہ میں سست رفتار سہی تاہم تیز رفتار اونٹنیاں (سانڈنیاں) اس غرض سے استعمال کی جاتی تھیں، متعدد غزوات اور جنگ قادسیہ کے میدان سے لحہ لحہ کی خبریں دارالخلافہ بھیجنے کا انتظام تھا۔ اس کے باوجود عیدین و رمضان کے لئے کوئی ایسا اہتمام نہیں کیا گیا کہ مختلف شہروں سے رؤیت ہلال کی خبر دارالخلافہ لانے یا دارالخلافہ کی رؤیت کی خبر دیگر شہروں تک پہنچانے کا

وسیلہ بن سکے۔ بلکہ اس کے برعکس یہ ہوا کہ مدینہ منورہ میں دوسرے شہر (شام) سے چاند ایک روز قبل ہونے کی اطلاع ملنے کے باوجود حبر الامت حضرت ابن عباس نے دوٹوک کہا ہم تو اپنی رؤیت کے حساب سے روزے رکھیں گے اور اپنی رؤیت کے حساب سے عید کریں گے۔ صحیح مسلم کی کتنی واضح روایت ہے کہ ''حضرت کریبؒ کسی کام سے ملک شام گئے ہوئے تھے وہاں انہوں نے دیگر مسلمانوں کے ساتھ رمضان شریف کا چاند جمعرات کو غروب آفتاب کے بعد دیکھا اور سب نے جمعہ کو پہلا روزہ رکھا۔ پھر حضرت کریب مدینہ منورہ آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اہل مدینہ نے ہفتہ کے روز سے رکھنا شروع کئے ہیں۔ وہ حضرت ابن عباسؓ کے پاس گئے اور ان سے ذکر کیا۔ حضرت ابن عباس نے پوچھا تم نے خود چاند دیکھا تھا؟ کریب نے کہا ہاں میں نے خود چاند دیکھا اور حضرت معاویہؓ نے بھی دیکھا اور سب لوگوں نے دیکھا اور میں نے دیکھا اور سب نے جمعہ کو پہلا روزہ رکھا اور حضرت معاویہ نے بھی جمعہ کو پہلا روزہ رکھا۔ حضرت کریب نے جناب امیر معاویہؓ کا ذکر بطور خاص اس لئے کیا کہ وہ اس وقت مسلمانوں کے امیر تھے، حضرت ابن عباس نے کہا ہم نے ہفتہ کا روزہ رکھا ہے اور ہم (اسی حساب سے) یا تو تیس روزے پورے کریں گے یا پھر ہم کو چاند نظر آ جائے (تو اس صورت میں انتیس روزے ہوں گے) حضرت کریبؓ نے کہا، کیا امیر معاویہ کا چاند دیکھنا اور روزہ رکھنا آپ کے لئے کافی نہیں؟ ابن عباسؓ نے فرمایا ''نہیں'' کیونکہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے یونہی حکم دیا ہے۔''

عہدِ صحابہ میں مسلمانوں کے زیر اثر دو شہروں اور اسلامی ریاست کے دو اہم مراکز شام اور مدینہ منورہ میں دو مختلف دنوں میں آغاز رمضان کی یہ روایت اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ مختلف شہروں یا ملکوں میں آغاز رمضان یا عید میں یکجہتی پیدا کرنے کی کوئی اہمیت نہیں۔ اگر اس کی کوئی شرعی حیثیت ہوتی تو جناب ابن عباسؓ جیسے عظیم مفسر و محدث اور جلیل القدر صحابی اس کی ضرور رعایت فرماتے مگر ان کے نزدیک اس ظاہری و صوری یکجہتی کی بجائے حقیقی یکجہتی کی اہمیت زیادہ تھی اور وہ یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات پر عمل کو مقدم رکھا جائے اور لوگ جہاں کہیں بھی ہوں حکم خدا اور رسول کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔

عالمی سطح پر ایک عید کے سلسلہ میں غور و خوض:

پورے عالم اسلام میں یا کم از کم عالمِ اسلام کے اکثر ممالک میں ایک ہی روز عید منانے

کے مسئلہ پر ایک عرصہ سے غور ہو رہا ہے اور مختلف ممالک میں اس پر کانفرنسیں اور سیمینارز بھی ہو چکے ہیں۔ اسی سلسلہ میں نومبر ۱۹۷۸ء میں ایک کانفرنس استنبول (ترکی) میں ہوئی تھی جس میں قمری مہینوں کے آغاز اور عیدوں میں یکسانیت پیدا کرنے پر اظہارِ خیال کیا گیا تھا۔ اسی طرح کویت میں اور پھر ملائشیا میں اسلامی ملکوں کے وزراء مذہبی امور نے بھی اپنے اجلاسوں میں گفتگو کی۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے ۱۹۸۶ء میں عمان میں ایک اجلاس میں اس پر غور کیا اور اسلامی ملکوں کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس کے ۲۵ ویں اجلاس میں بھی یہ مسئلہ زیر بحث آیا۔ ان تمام فورمز (Forums) پر جس بات پر اتفاق رائے ہو سکا وہ یہ تھی کہ ایک ایسا مشترکہ اسلامی کیلنڈر بنایا جائے جس سے اسلامی ممالک میں قمری مہینوں کی تواریخ منضبط کی جاسکیں۔ تاہم عیدین اور رمضان المبارک کا آغاز و اختتام شرعی طریقہ رؤیت ہی سے ہر ملک میں ہوا کرے۔

گویا یہ بات پوری مسلم دنیا کے اسکالر تسلیم کرتے ہیں کہ ایک شکلی ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے قمری کیلنڈر بنایا جاسکتا ہے مگر عملاً پورے عالم اسلام میں ایک ہی روز عید کا اہتمام اختیاری مسئلہ نہیں بلکہ رؤیت ہلال پر موقوف ہے۔ بین الاسلامی بلاک کے جید علماء و اسکالرز پر مشتمل ایک کمیٹی عرصہ سے اس موضوع پر کام کر رہی ہے اس کمیٹی کے تادم تحریر کئی اجلاس مختلف اوقات میں منعقد ہو چکے ہیں۔ جن میں عالمِ اسلام کے لئے ایک مشترکہ ہجری کیلنڈر مرتب کرنے پر غور ہوتا رہا ہے۔ کمیٹی کا نواں اجلاس ۷ تا ۹ رنومبر ۱۹۹۸ء میں منعقد ہوا۔ سعودی وزارت عدل نے اس کی میزبانی کی اور مسلم دنیا کے فقہ اسلامی و فلکیات کے ماہرین نے اس میں شریک ہو کر درج ذیل نکات پر بحث کی۔

۱۔ مسلم امہ کو ایک ایسے مشترکہ اسلامی ہجری کیلنڈر پر متفق کرنا جس کی بنیاد غروب آفتاب سے قبل چاند کی ولادت کے وقت پر رکھی جائے۔

۲۔ جمعہ کے دن کو تمام اسلامی ممالک میں سرکاری ہفتہ وار چھٹی کا دن قرار دینا۔

۳۔ اسلامی قمری مہینوں کے آغاز کا اعتبار شرعی طور پر رؤیت ہلال سے کرنا۔

۴۔ رؤیت ہلال میں اختلاف مطالع کو معتبر ماننے یا نہ ماننے کے مسئلہ پر بحث۔

۵۔ ولادت ہلال کے مسئلہ پر اس اعتبار سے بحث کرنا کہ یہ ایک امر قطعی ہے ظنی نہیں۔

۶۔ تولید ہلال کے بعد سے رؤیت ہلال کے امکانات کا جائزہ لینا۔

اجلاس کا افتتاح سعودی وزیر امیر نائف بن عبدالعزیز نے کیا۔ درج ذیل ممالک کے نمائندے شریک ہوئے۔ اردن، امارات، انڈونیشیا، ایران، بحرین، بنگلہ دیش، ترکی، تونس، الجزائر، سعودی عرب، سینی گال، عراق، قطر، کویت، ملائشیا، مصر اور نیجر۔

شرکاء اجلاس نے مندرجہ بالا امور پر سیر حاصل بحث کے بعد حسب ذیل امور پر اتفاق کیا۔

۱۔ ایک ایسا ہجری کیلنڈر مرتب کیا جائے جس کی بنیاد غروب آفتاب کے بعد تولید ہلال کے وقت سے رکھی جائے اور جو تمام اسلامی ممالک میں رائج ہو۔ اسے مکہ مکرمہ کے اوقات طلوع وغروب سے منسلک کیا جائے نیز ان اسلامی ممالک کے لئے اسے نافذ العمل بنایا جائے جو مکہ مکرمہ کے رات کے اوقات میں اس طرح شریک ہیں کہ جب مکہ میں رات ہوتی ہے تو ان ممالک میں بھی کسی نہ کسی حصہ میں رات کا وقت ہوتا ہے۔ قمری مہینوں کے آغاز کا اعتبار شرعی رؤیت سے منسلک کیا جائے اور کیلنڈر کی ترتیب ایک مخصوص کمیٹی کے ذمہ ہو۔

۲۔ تمام اسلامی ممالک میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ کو ہوا کرے۔

۳۔ ماہِ رمضان اور ذوالحجہ کے آغاز کے تعین اور اختتام کا فیصلہ صرف شرعی رؤیت کی بناء پر کیا جائے تا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل ہو سکے کہ ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی عید کرو اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو اور یہ کہ جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو۔''

۴۔ شرعی علوم اور فلکیاتی علوم کے امتزاج سے ایک سہ ماہی مجلّہ کا اجراء کیا جائے جو عربی انگریزی اور فرانسیسی میں ہو۔

۵۔ ۱۲ مسلم ممالک کے ماہرین نے اتفاق کیا کہ چاند کی ولادت ایک قطعی امر ہے ظنی نہیں اور رؤیت ہلال میں اس کا دخل ہے۔

۶۔ ایک ایسی کمیٹی کی تشکیل جو اسلامی مصنوعی سیارے کی تیاری پر کام کرے۔

مندرجہ بالا رپورٹ وزارتِ عدل سعودی عرب کی جاری کردہ ہے جس سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عید اور آغاز رمضان و ذوالحجہ اور اختتام ماہِ مبارک کے سلسلہ میں مسلم اسکالرز کا مؤقف یکساں ہے کہ جہاں جہاں جب جب چاند نظر آئے گا وہاں اس کا اطلاق ہوگا۔ مندرجہ بالا معروضات رؤیت ہلال کے حوالہ سے پائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ کے پیش نظر پیش کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں فہم دین نصیب فرمائے۔ (آمین)

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے